Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل ربوہ

فون ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | سوموار ۲۵ شوال ۱۴۱۰ھ، ۲۱ ہجرت ۱۳۶۹ ہش، ۲۱ مئی ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۱۴

پاکستان سے باہر جانے کا خوشکن نتیجہ

"اگر پاکستان میں ہی میرا قیام رہتا اور وہیں فعّال مرکز رہتا تو اس صورت میں پچاس سال میں بھی ہمیں وہ توفیق نہیں مل سکتی تھی جو میرے باہر آنے کے نتیجہ میں ہمیں ملی اور اس طرح دنیا کی بہت سی اہم زبانوں میں بلکہ اکثر اہم زبانوں میں نہ صرف قرآن کریم کے تراجم کرنے کی توفیق ملی بلکہ اور (دینی) لٹریچر تیار کرنے کی توفیق ملی۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔ الفضل ۸ مئی ۱۹۹۰ صفحہ ۳ کالم ۲)

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اگر بعض لوگ خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے دعا کی تھی تو بارش ہوگئی مگر اُن کی یہ دعائیں قابلِ قدر نہیں ہیں کیونکہ یہ صرف مصیبت کے وقت کا رونا ہے اور مصیبت کے ذرا ہٹنے کے بعد پھر وہی سخت دلی ان میں پائی جاتی ہے۔ اس بارش پہ بھی خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ جو بات (اللہ تعالیٰ) سے ہم کو معلوم ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ اس زمانہ کے لئے دن خیر کے نہیں ہیں اور یہ سچ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ ان بلاؤں کو نازل نہ کرے تو پھر دین کی خیر نہیں۔ تین قسم کے لوگ ہیں۔ خواص، اوسط درجہ کے لوگ اور عوام۔ خواص تو دہریہ مذہب بن رہے ہیں۔ اُن کو دین کی کچھ پروا نہیں بلکہ دین پہ ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں، اوسط درجہ کے لوگ خواص کے تابع ہیں، عوام مثل وحشیوں کے ہیں۔ تمام دنیا کی حالت اس وقت بگڑی ہوئی ہے۔ مقدمہ والے ہیں تو جھوٹے گواہوں کے بنانے میں مصروف ہیں۔ زمیندار ہے تو شریعت کو چھوڑ بیٹھا ہے۔ ملازم ہے تو اپنی ملازمت کے حقوق ادا نہیں کرتا۔ تاجر ہے تو اپنی تجارت میں قسما قسم کے دھوکوں میں مصروف ہے۔ جب تک لوگ تقویٰ اختیار نہیں کریں گے خدا تعالیٰ ہرگز ان پہ راضی نہ ہوگا اور نہ یہ بلائیں اُن کے سَر سے ٹلیں گی۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۳)

"دعاؤں میں جو رُو بخدا ہو کر توجہ کی جاوے تو پھر ان میں خارق عادت اثر ہوتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دعاؤں میں قبولیّت خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے اور دعاؤں کے لئے بھی ایک وقت جیسے صبح کا ایک خاص وقت ہے اس وقت میں خصوصیّت ہے وہ دوسرے اوقات میں نہیں۔ اسی طرح پہ دعا کے لئے بھی بعض اوقات ہوتے ہیں جبکہ ان میں قبولیّت اور اثر پیدا ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۳۹۸)

○ عزیز زاہد احمد خان ابن پروفیسر سعید اللہ خان صاحب دار الفضل ربوہ عرصہ تین ماہ سے بیمار ہیں اور لاہور میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم قریشی محمد شفیع صاحب (الکیمسٹس) قریباً ایک سال سے ٹانگ میں فریکچر کے باعث صاحب فراش ہیں اور بہت کمزور ہوگئے ہیں۔

○ مکرم پیر محمد اکبر سقراط صاحب دار العلوم غربی ربوہ بوجہ ہائی بلڈ پریشر بیمار ہیں۔

احباب ان سب کی صحت کے لئے دعا کریں۔

○ مکرم منظور الحق صاحب ایڈوکیٹ امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع جہلم کی والدہ محترمہ مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۹۰ء بروز اتوار محمود آباد جہلم میں انتقال کر گئیں۔ جنازہ اسی شام مکرم مستری عبد الرحیم صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ جہلم شہر نے پڑھایا اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ورثاء کو صبرِ جمیل سے نوازے۔

ابتلاؤں کے طوفان میں ایمان کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں

ارشادات سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش تو کریں مگر اُن کی کوششوں کا کوئی نتیجہ نہ نکلے انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ کوئی نہ کوئی غلطی کر رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ خدائی قرب اور اس کی نصرت سے محروم ہیں۔ گویا بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ پر الزام لگایا جائے اور کہا جائے کہ اُس نے ہماری طرف توجہ نہیں کی ہمیں اپنی ذات پر الزام لگانا چاہیئے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم محسنوں والا کام نہیں کر رہے۔ ورنہ خدا جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنے وعدوں میں سچّا ہے اور وہ جو بات بھی کہتا ہے اُسے پورا کر کے رہتا ہے۔ جھوٹے ہم ہی ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کی محبّت کا تو دعویٰ کرتے ہیں مگر اس کے مطابق اپنے اندر کوئی تغیر پیدا نہیں کرتے۔ احادیث میں آتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا۔ یا رسول اللہ! میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں۔ چونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شہد میں شفاء ہے۔ اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو شہد پلاؤ۔ حالانکہ طبّی طور پر شہد دست لاتا ہے انہیں بند نہیں کرتا۔ وہ گیا اور اس نے جا کر شہد پلا دیا مگر اس کے بھائی کے دست اور بھی بڑھ گئے۔ وہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ میرے بھائی کے دست تو اور زیادہ ہوگئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ اور شہد پلاؤ۔ وہ گیا اور پھر اُس نے شہد پلا دیا۔ جس پر اس کے اسہال اور بھی بڑھ گئے۔ وہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اُس نے کہا یا رسول اللہ اُس کو تو اور زیادہ دست آنے لگ گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اور خدا سچّا ہے۔ جاؤ اُس کو اور شہد پلاؤ۔ چنانچہ اُس نے پھر شہد پلایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کے اندر سے ایک بڑا سا سُدّہ نکلا اور اُس کے اسہال جاتے رہے۔ اسی طرح اگر ہماری کوششوں کا کوئی نتیجہ نہ نکلے تو ہم اپنے متعلق کہیں گے کہ ہم جھوٹے ہیں اور ہم نے وہ شرطیں پوری نہیں کیں جن کے پورا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا تھا ورنہ خدا سچّا ہے۔ اگر ہم اس کی بیان کردہ شرائط کو پورا کریں اور ابتلاؤں کے طوفانوں میں ایمان کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور اپنی جانی اور مالی قربانیوں کے ذریعہ اخلاص اور فدائیت کا نمونہ پیش کریں تو اللہ تعالیٰ یقیناً ہماری مدد کے لئے آسمان سے اُترے گا اور وہ ہمیں ایک پیارے بچّے کی طرح اپنی گود میں اُٹھا لے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱ ہجرت ۱۳۶۹ ہش ۲۱ مئی ۱۹۹۰ء

دُعا کی قبولیّت

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں
"دعا کے واسطے بہت لوگوں کے خطوط آتے ہیں۔ ہر ایک کے لئے جو دعا کے واسطے لکھتا ہے دعا کرتا ہوں لیکن اکثر لوگ دعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانے پر پہنچنے کے واسطے کس قدر توجہ اور محنت درکار ہے۔ دراصل دعا کرنا ایک قسم کی مَوت کا اختیار کرنا ہوتا ہے"

اس مختصر سے ارشاد سے بہت سی باتیں کھُل کر سامنے آتی ہیں، دعا کے لئے لکھتے رہنا چاہیئے۔ اور اس یقین کے ساتھ لکھنا چاہیئے کہ دعا ضرور کی جائے گی۔ یہاں ضمناً یہ بات بھی کہ دیں کہ چونکہ اقتباس حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیش کیا گیا ہے اس لئے اب دعا کے لئے لکھنے سے مراد حضرت بانی سلسلہ کے جانشین کو لکھنا ہے۔ یعنی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت کو لکھنا۔ بعض دوست پوچھتے ہیں کہ معلوم نہیں ہمارا خط حضور کو پیش بھی کیا جاتا ہے یا نہیں اور معلوم نہیں کہ حضور ہمارے لئے دعا کرتے بھی ہیں یا نہیں اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جو خط بھی حضور کے دفتر میں پہنچ جاتا ہے اسے حضور کی خدمت میں پیش نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ڈاک میں کوئی خط ضائع ہو جائے تو اور بات ہے لیکن اگر حضور کے دفتر میں پہنچ جائے تو ضرور پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اہم بات یہ کہ ہر وہ شخص جو دعا کیلئے درخواست کرتا ہے اس کے لئے حضور ضرور دعا کرتے ہیں،

دعا کا فلسفہ جاننا ضروری ہے۔ دعا کی قبولیّت کے کیا اسباب ہیں۔ اور قبولیّت کیسے کہتے ہیں۔ ایک اور بات جو اس اقتباس سے واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دعا کروانی ہی اہم باتوں کیلئے چاہیئے، دینی اہم باتیں اور دنیاوی اہم باتیں۔ کیونکہ دعا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ حضور تو فرماتے ہیں کہ دعا کرنا دراصل مَوت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔

دعا کیلئے ضرور لکھئے۔ اہم امور کیلئے دعا کروائیے۔ دعا کے فلسفہ سے واقفیت حاصل کیجے اور یہ بھی جان لیجے کہ دعا کی قبولیت کیا معنیٰ رکھتی ہے اور یقین کیجے کہ ہر دعا کسی نہ کسی رنگ میں ضرور قبول ہوتی ہے۔

ترے رحم و کرم کی یہ پھواریں
عجب سامانِ راحت بن رہی ہیں
مظالم سے بچا لینے کی خاطر
سَروں پہ ایک چادر تَن رہی ہیں

ابو الاقبال

موجِ بلا میں چھوڑ گیا ناخدا مجھے
دریا کے پار، کون تھا جو لے گیا مجھے؟

اے دوست! بے گنہ نہ نظر سے گرا مجھے
میرا خلوصِ عشق پرکھ، آزما مجھے!

سرمایۂ حیات ہے تیری رضا مجھے
تیری رضا ہے حاصلِ ہر مدّعا مجھے

یہ آرزو رہی وہ کبھی پوچھتا مجھے
ملنے کو راستے میں ملا یار ہا مجھے

وہ تیز رَو تھا کہہ گیا کچھ برملا مجھے
اور راستے میں چھوڑ گیا سوچتا مجھے

ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کبھی کبھی
جو شخص اجنبی تھا لگا آشنا مجھے

کہتے ہیں اہلِ میکدہ، رندِ خراب حال
اربابِ کعبہ جانتے ہیں، پارسا مجھے

اس کو ترے کرم کے سوا اور کیا کہوں
تیرے قریب کر گیا ہر ابتلاء مجھے

جب سر بہ سجدہ رات کے پچھلے پہر تھا میں
مَولا! میسّر آ گئی تیری لقاء مجھے

مجھ سا فقیر جھوم کے دربارِ شاہ سے
کس شان سے اُٹھا تھا کوئی دیکھتا مجھے

جس نے دیا ہے طائروں کو نغمۂ سحر
اُس کی عطا ہے، صبح کا نالہ دیا مجھے

مَیں کہہ سکا نہ بزم میں احوالِ واقعی
اعجازؔ پاسِ خاطرِ احباب تھا مجھے!

سعید احمد اعجازؔ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت فضل عمر
(اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقین عمل

حقیقت یہ ہے کہ انسان اگر اپنی ہستی پر غور کرے تو وہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اسکی کوئی احتیاج نہیں۔ بلکہ خود اسے اللہ تعالیٰ کی ہر آن اور ہر لمحہ احتیاج ہے لیکن بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ ہمارا نماز پڑھنا یا ہمارا صدقہ دینا ( ) خدا تعالیٰ پر کوئی احسان ہے اسی وجہ سے جب وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو کہتے ہیں معلوم نہیں خدا نے کیوں ہمیں مصیبت میں ڈالا ہم تو نمازیں بھی پڑھتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں ( ) اور اسی طرح دوسرے مذہبی احکام پر بھی عمل کرتے ہیں۔ گویا وہ اپنے دل میں یہ محسوس کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان سے بدسلوکی کی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی شخص کا بیٹا مر گیا اور اسکا ایک دوست تعزیت کے لئے اس کے پاس گیا۔ تو وہ چیخ مار کر رو پڑا اور کہنے لگا۔ خدا نے مجھ پر بڑا بھاری ظلم کیا ہے گویا (اللہ کی پناہ مانگتے ہیں) اس کا کوئی حق خدا تعالیٰ نے مار لیا تھا۔ جس کا اسے شکوہ پیدا ہوا۔ مگر سوچنا چاہیئے کہ وہ کون سا حق ہے جو بندہ نے خدا تعالیٰ پر قائم کیا ہے۔ مجھے ہمیشہ تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنی نماز اور روزہ ( ) اور تقویٰ و طہارت پر فخر کیا کرتے ہیں۔ وہ تو کسی تکلیف کے موقعہ پر چلا اٹھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر ظلم کیا لیکن ہندوستان کا وہ مشہور شاعر جو دین سے بالکل ناواقف تھا ایک سچائی کی گھڑی میں باوجود شراب کا عادی ہونے کے کہہ رہا تھا کہ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

غور کرنا چاہیے کہ جو چیز بھی انسان کے پاس سے جاتی ہے وہ آئی کہاں سے تھی ذرا اپنی حیثیت کو تو دیکھو۔ وہ کون سی چیز ہے جسے اپنی کہہ سکتے ہیں۔ انسان کہتا ہے میری بیوی ہے مگر وہ کہاں سے آئی۔ بچے جنہیں اپنا کہا جاتا ہے وہ کہاں سے آئے ہیں۔ اسی طرح مکان زمین اور سب ضروری اشیاء جنہیں اپنی سمجھی جاتا ہے کہاں سے آتی ہیں اگر ان چیزوں کی حقیقت پر غور کیا جائے تو آسانی معلوم ہو جائے گا کہ چیزیں انسان کی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے موہبت اور عطیہ ہیں اور عطیہ دینے والے کا حق ہے کہ وہ جب چاہے واپس لے لے۔ بلکہ عطیہ بھی اسے کہتے ہیں جو کبھی واپس نہ لیا جائے مگر دنیا میں انسان کو جو کچھ ملتا ہے وہ آخر اسی سے لیا جاتا ہے اسی سے معلوم ہوا کہ دنیا میں انسان کو حقیقی عطیہ بھی نہیں ملتا۔ بلکہ تمام اشیا عاریتاً استعمال کے لئے دی جاتی ہیں اور اسطرح چیز دینے والے کا حق ہوتا ہے کہ وہ جب چاہے واپس لے لے اسی حقیقت کو بیان کرنے کیلئے ایک عرب شاعر کہتا ہے۔

(ترجمہ) یعنی تو وہی تو ہے جب تو پیدا ہوا تھا تو تو رو رہا تھا۔ کیونکہ ہر بچہ پیدا ہونے کے بعد روتا ہے اور تیرے ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگ ہنس رہے تھے کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ پس اب تو ایسے اعمال کے لئے جدوجہد کر کہ جب تو مرنے لگے تو تو ہنس رہا ہو کہ میں اپنے خدا سے نیک بدلے لینے کے لئے جا رہا ہوں اور تیرے ارد گرد بیٹھے لوگ رو رہے ہوں کہ ایسا اچھا انسان ہم سے چھینا جا رہا ہے۔

حضرت فضل عمر نے فرمایا:

دنیا میں اچھا کام کرنا اور اچھے سے اچھا کام کرنا یہ بہت فرق رکھنے والی چیزیں ہیں۔ قومیں اپنی ترقی کے وقت بھی اچھا کام کرتی ہیں۔ اور قومیں اپنے تنزل کے وقت میں بھی اچھا کام کرتی ہیں مگر قومیں اپنے تنزل کے وقت اچھا کام کرتی ہیں اور ترقی کے وقت اچھے سے اچھا کام کرتی ہیں۔ ترقی کے لئے ضروری ہے کہ انسان کا اگلا قدم اس کے پچھلے قدم سے آگے پڑے۔ اور جب کسی قوم کی ترقی کبھی ایک نسل کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتی بلکہ اس کی ترقی اس کی کئی نسلوں کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ تو اس کے ہر فرد کو یہ مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اگلی نسل پچھلی نسل سے زیادہ اچھی ہو اگر اگلی نسل پچھلی نسل سے اچھی نہ ہو تو اس کا قدم آگے کی طرف نہیں اٹھ سکتا در حقیقت مسلمانوں کی تباہی کا بڑا موجب یہی ہوا کہ ماضی کو حال سے کاٹ دیا گیا اور مستقبل کے متعلق انہیں نا امید کر دیا گیا۔ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ماضی اپنی بنیادوں پر قائم ہے آئندہ آنے والا کوئی شخص اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بہرحال ہمیں اپنے اعمال سے اور طریق سے ایسے کاموں سے احتراز کرنا چاہیئے اور نوجوانوں میں ہمیشہ یہ روح پیدا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ پہلوں سے روحانیت میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ بننا نہ بننا الگ بات ہے لیکن کم از کم اس طرح دماغ تو اونچا رہتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص اتنی ترقی نہ کر سکے کہ وہ پہلوں سے بڑھ جائے۔ مگر اس کو نیچا کرنے میں اس کی مدد ہم کیوں کریں ہم میں (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو جو درجہ حاصل ہے وہ ہر شخص سمجھتا ہے لیکن آپ کے درجہ کے متعلق سب سے پہلا مضمون جو میں نے لکھا اور جو تشحیذ الاذہان میں شائع ہوا اسے پڑھنے کے بعد (قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر) نے مجھے فرمایا۔ ”میاں تمہارا مضمون تو اچھا ہے مگر اسے پڑھ کر ہمارا دل خوش نہیں ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا ہمارے بھیرہ کی ایک مثال ہے۔ کہ اونٹ ۴۰ تے ٹوڈا ۴۲“ کہ اونٹ کی تو ۴۰ روپے قیمت ہے اور اس کے بچے کی ۴۲ روپے کسی نے پوچھا یہ کیا بات ہے اونٹ کی قیمت تو بہرحال ایک بچے سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ بیچنے والے نے کہا اونٹ کے بچہ کی قیمت اس لئے زیادہ ہے کہ یہ اونٹ بھی ہے اور اونٹ کا بچہ بھی۔ یہ مثال دے کر آپ فرمانے لگے۔ میاں ہم تو امید رکھتے تھے کہ تم (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) سے بھی بڑھ کر مضمون لکھو گے لیکن ہماری یہ امید پوری نہیں ہوئی۔ ہمارے ہاں (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی پوزیشن ایک بڑی پوزیشن تسلیم کی جاتی ہے لیکن میرے اندر ہمت پیدا کرنے کے لئے (قدرت ثانیہ کے مظہر اول) مجھے یہ بات کہنے سے بھی نہ رکے کہ تمہیں مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر مضمون لکھنا چاہیئے تھا۔ پس میرے نزدیک کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم اپنے کاموں میں اولوالعزمی قائم نہ رکھیں۔ دین حق میں کوئی پریسٹ ہڈ یا مولویت نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ہر ایک کے لئے رستہ کھلا ہے۔ پس ہمیں نوجوانوں میں یہ احساس پیدا کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ کبھی بھی یہ نہ سمجھیں کہ پہلوں سے بڑھ نہیں سکتے۔ پس اپنے اندر حقیقی روحانیت۔ اور خدا تعالیٰ کا سچا عشق پیدا کرو اور اس بارہ میں کسی بڑی سے بڑی مشکل اور مصیبت کی بھی پرواہ نہ کرو۔ جیسے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک جگہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے رسول ؐ تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ اگر خدا تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہوتا تو تم پیچھے رہ جاتے اور میں اس پر ایمان لے آتا مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہیں تم نے صرف ایک جھوٹا بیٹا بنا لیا ہے۔ اگر مسیح فی الواقعہ خدا تعالیٰ کے بیٹے ہوتے تو سب سے پہلے میں ان پر ایمان لاتا۔ حضرت نظام الدین صاحب اولیاء کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ایک دفعہ کہیں جا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے ایک بڑے مخلص مرید بھی تھے۔ جن کو آپ کا اپنے بعد خلیفہ بنانے کا ارادہ تھا اور ان کے علاوہ آپ کے اور مرید تھے۔ رستے میں آپ کو ایک خوبصورت بچہ نظر آیا۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ اور اس بچہ کو بوسہ دیا آپ کو بوسہ دیتے دیکھ کر آپ کی نقل میں آپ کے مریدوں نے بھی اس بچے کو بوسہ دینا شروع کر دیا۔ مگر وہ بڑے مرید جن کو آپ کا اپنے بعد خلیفہ بنانے کا ارادہ تھا وہ ایک طرف کھڑے رہے اور انہوں نے بوسہ دینے میں آپ کی اتباع نہ کی۔ جب آگے چلے تو دوسرے مریدوں نے آپس میں چہ میگوئیاں شروع کر دیں کہ یہ بڑا مخلص بنا پھرتا ہے۔ حضرت نظام الدین صاحب اولیاء نے اس بچے کو بوسہ دیا مگر اس نے آپ کی اتباع نہیں کی وہ چپ رہے اور کوئی جواب نہ دیا کچھ دور آگے گئے تو ایک بھڑ بھونجا دانے بھون رہا تھا۔ اس نے آگ میں پتے ڈالے تو ایک شعلہ اونچا ہوا حضرت نظام الدین اولیاءؒ آگے بڑھے اور آگ میں منہ ڈال کر اسے چوم لیا اس پر وہ مرید بھی آگے بڑھا اور اس نے بھی آگ کو چوم لیا اور باقی مریدوں کو اشارہ کیا کہ وہ بھی آگ کو چومیں مگر وہ سب پیچھے ہٹ گئے۔ اور ان میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا

باقی ص۷ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

لٹویا بھی

لتھوانیا کے بعد ایک اور بالٹک ریاست لٹویا نے بھی ماسکو سے آزاد ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اگرچہ لتھوانیہ اور لٹویا کے اعلانات میں یہ فرق ہے کہ لتھوانیہ نے فوری طور پر ماسکو سے الگ ہونے کا اعلان کر کے روس کی دھمکیوں کو پہلے پسِ پشت ڈالا اور پھر کسی قدر نرم صورت اختیار کر کے گفت و شنید پر مائل ہوئے۔ لیکن لٹویا نے اپنے اعلان کے ساتھ ہی یہ بات کہہ دی ہے کہ ماسکو پابندیاں لگانے سے پہلے لٹویا کے ساتھ گفت و شنید کرے اور اب سے پوری آزادی تک کے لئے کچھ وقفہ درکار ہے جس میں دونوں حکومتیں گفت و شنید کر سکیں گی۔ اگرچہ صدر میخائل گورباچوف نے لٹویا کے اعلانِ آزادی پر پہلا ردِ عمل یہ ظاہر کیا ہے کہ اگر لٹویا نے اپنا اعلان آزادی دو دن کے اندر اندر واپس نہ لیا تو پابندیاں لگا دی جائیں گی۔ یہ بات روس کے ٹیلیویژن کے اخباری پروگرام میں بیان کی گئی ہے۔ اس پروگرام میں لٹویا کی پارلیمنٹ کے صدر اینا ٹولی گورباتوف نے کہا کہ وہ ماسکو سے گفت و شنید کے لئے تیار ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ وہ اپنے اعلانِ آزادی کو واپس لے لیں گے یا اپنی آزادی کے معیار کو کسی طرح بھی کم کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ لٹویا کے متعلق تمام باتیں لٹویا کی پارلیمنٹ میں پیش کی جائیں گی۔ اور وہی ان کے فیصلے کرنے کی مجاز ہو گی۔ چار مئی جب کہ یہ اعلان کیا گیا اس سے پہلے جو لٹویا اور روس کے تعلقات تھے ان کی بحالی کو خارج از امکان قرار دیا گیا ہے۔ لٹویا کی کمیونسٹ پارٹی کے رہنما الفریڈ لیوپڈ نے گذشتہ روز اس بات کی تصدیق کر دی کہ تاس نیوز ایجنسی نے انہیں ٹیلیفون پر بتایا کہ گورباچوف نے اس اعلانِ آزادی کی مخالفت کی ہے اور اگر اسے واپس نہ لیا گیا تو لٹویا پر پابندیاں لگانے کا امکان ہے۔ پوپ جان پال نے گذشتہ روز روس کے صدر میخائل گورباچوف کی حمایت کی اور کہا کہ جس قسم کی آزادی کا لٹویا نے ذکر کیا ہے اس کے لئے آپس میں گفت و شنید نہایت ضروری ہے۔ درحقیقت تمام مسائل گفت و شنید کے ذریعے ہی حل کئے جانے چاہئیں۔ پوپ پال نے یہ بات اس وقت کہی جب وہ میکسیکو کے ایک ہفتہ کے دورہ پر میکسیکو پہنچے۔ انہوں نے ہوائی جہاز کے اندر ہی پریس کانفرنس میں بتایا کہ مسٹر گورباچوف کی اصلاحات کی پالیسی جسے پیرا سٹرائیکا کا نام دیا گیا ہے نے لوگوں کے لئے امید پیدا کر دی ہے۔ جہاں تک لٹویا اسٹونیا اور لتھوانیہ کی آزادی کے اعلان کا تعلق ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ان ریاستوں کے باشندوں کے جذبات کا خیال رکھا جائے۔ دوسری طرف کمیونسٹ پارٹی کی عالمی ذمہ داریوں کو بھی پسِ پشت نہیں ڈالا جا سکتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ جہاں تک سوویٹ یونین کا تعلق ہے اس میں بہت سی ریاستیں شامل ہیں۔

بیماری کا تدارک

امیونالوجی کیا ہے؟۔ آسان زبان میں شاید یہ کہا جا سکے کہ بیماریوں کے جراثیم کے خلاف قوت دفاع کے موجود ہونے یا اس کی موجودگی پیدا کرنے کا نام امیونالوجی ہے۔ یہ موضوع بالکل نیا ہے اور پاکستان میں شائد صرف ایک ہسپتال میں اس کا شعبہ موجود ہے۔

ڈاکٹر غزالہ جعفری حال ہی میں اس شعبے کی تربیت حاصل کر کے بیرون ملک سے واپس آئی ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ امیونالوجی تو ایک نیا اور غیر معروف طبی شعبہ ہے۔ آپ بتائیں گی کہ یہ ہے کیا؟ ڈاکٹر غزالہ نے جواب دیا کہ جب انسانی جسم مختلف قسم کی انفکشن کے خلاف لڑتا ہے۔ تو اسے امیونیٹی کہتے ہیں۔ اور اس کے متعلق معلومات حاصل کرنا یا ایسی باتوں کا طبی طور پر استعمال کرنا امیونالوجی کہلاتی ہے۔ یہ دراصل مختلف اور متعدد بیماریوں کا مجموعہ الرجی ایک عضو دوسرے عضو سے تبدیل کرنا۔ کینسر اور باقی ساری چیزیں اسی شعبے کے تحت آتی ہیں۔ دراصل یہ احتیاطی شعبہ ہے اور کسی مرض کے لاحق ہونے سے پہلے امیونالوجی اس سے خلاصی پانے کی تدبیر کا نام ہے۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا پاکستان میں طب کا یہ شعبہ موجود ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک الگ شعبے کے طور پر تو پاکستان میں موجود نہیں ہے۔ لیکن اس سلسلے میں خاصا کام ہو رہا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک نے گذشتہ چند سالوں سے اس شعبے کے متعلق بہت ترقی کی ہے۔

جہاں تک ان کی اپنی دلچسپی کا تعلق ہے وہ کہتی ہیں کہ میں میو ہسپتال میں کام کرتی تھی وہاں میں نے بیماریوں کا مطالعہ کیا۔ ان بیماریوں میں دمہ اور الرجی وغیرہ شامل تھے اور ان بیماریوں کو قبل از وقت روکنے کی تدابیر پیشِ نظر رہتی تھیں۔ ایک وقت میں حکومت نے امیونالوجی کے لئے وظائف پیش کئے۔ میرا نام اس انتخاب میں آ گیا چنانچہ میں نے یہ تعلیم حاصل کی۔ ان سے پوچھا گیا کہ پاکستان اور انگلستان کے ہسپتالوں یا کالجوں میں کیا فرق ہے۔ خاص طور پر دونوں ملکوں کے طبی کالجوں میں۔ تو انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ میں کوئی سیاسی سا جواب دے دوں یا سچ بات بتا دوں۔ میرے خیال میں برطانوی طلباء اور ہمارے طلباء میں بہت بڑا فرق ہے۔ ان میں خود اعتمادی ہے اور وہ نہایت ذمہ داری کے ساتھ مطالعے میں مصروف رہتے ہیں۔ انہیں خیالات فیڈ نہیں کرنے پڑتے۔ وہ پڑھائی کے وقت پڑھتے ہیں اور کھیل کے وقت کھیلتے ہیں۔ جہاں تک کالجوں کے کیمپس کا تعلق ہے وہاں پر تعلیم کے علاوہ ان کا اور کوئی مشغلہ نہیں ہے۔

ان کے خاوند وقار بھی انگلستان کے تعلیم یافتہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہاں کے ہسپتالوں کا یہاں کے ہسپتالوں سے مقابلہ کرنا ہو تو آپ وقار صاحب سے پوچھیں۔ وقار صاحب نے کہا کہ وہاں اور یہاں کے ہسپتالوں کا آپس میں مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں پر تنخواہیں کم ہیں۔ اور ہر ڈاکٹر پرائیویٹ پریکٹس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ ایک اور بات یہ بھی ہے کہ یہاں ہماری صحت کی پالیسی کو بہت حد تک مرکزیت دی جا چکی ہے۔ یہاں کے تمام مریض بڑے بڑے ہسپتالوں مثلاً گنگا رام، میو، شیخ زید میں جانا چاہتے ہیں۔ چونکہ بہت زیادہ مریض انہی ہسپتالوں میں جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے وہ ڈاکٹروں کے لئے ایک مسئلہ بن جاتے ہیں۔ ایک اور بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ پہلے حکیموں اور مولویوں کا علاج کروانے کے بعد ہمارے پاس آتے ہیں جب کہ ان کی حالت کافی حد تک خراب ہو چکی ہوتی ہے۔ اور جب انہیں علاج سے کسی فائدے کی توقع نہیں ہوتی اور جب ایسے مریضوں کو شفاء نہیں ہوتی تو وہ ڈاکٹروں کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں اور ہسپتالوں سے بھی بیزار ہو جاتے ہیں۔ ایک اور بات بھی قابلِ ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں جتنے کہ ترقی یافتہ ممالک کے پاس۔ یہ ساری چیزیں مل جل کر ہمارے ہسپتالوں کے لئے ایک مسئلہ بن جاتی ہیں۔

وقار صاحب سے یہ بھی پوچھا گیا کہ جب ڈاکٹروں کو تنخواہیں کم ملتی ہیں تو پھر ہر سال اتنے مزید ڈاکٹر کیوں تیار کئے جاتے ہیں۔ وقار صاحب نے بتایا کہ اس بات کا تعلق ہماری پالیسی سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بہت حد تک اس کا انحصار سیاست پر ہے۔ ہم جذبات کی رو میں بہہ کر فیصلے کرتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے شہروں میں بھی ہسپتال اور میڈیکل کالج کھول دیتے ہیں۔ چاہے وہاں وہ سود مند ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن ایسا سیاسی دباؤ کے ماتحت کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو لڑکے کم نمبر لے کر آتے ہیں وہ اچھے کالجوں کی بجائے ان کالجوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔

ڈاکٹر غزالہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے جس موضوع میں تعلیم حاصل کی ہے۔ اس تعلیم کے ساتھ تو آپ بیرونی ممالک میں اچھا خاصا کما سکتی تھیں۔ انگلستان میں ہی آپ کو بہت اچھی نوکری مل سکتی تھی۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر غزالہ نے بتایا کہ انسان کو ہر حال اپنے ملک ہی واپس آنا ہوتا ہے۔ اس کے خاندان کے افراد اس کے اپنے ملک میں ہی ہوتے ہیں۔ اور

باقی صٰ کالم ۳ پہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالد ہدایت بھٹی ۔ ایم اے

ایف ۱۶ طیارہ

یہ ۸ مئی ۱۹۷۵ء کا دن تھا جب فورٹ ورتھ ٹیکساس ریاستہائے متحدہ امریکہ کے جنرل ڈائنامکس کے علاقے میں ہزاروں افراد اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ میدانوں میں اور گھروں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر ایف ۱۶ طیارے کی پہلی اڑان کا مشاہدہ کرنے والے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اس شاندار لڑاکا جہاز کی تیاری میں ۴ سال نہایت سخت محنت کی۔ آج وہ شدید پرجوش جذبے اور تجسس اور خوشی کے ساتھ اپنی انتھک محنت کی کامیابی دیکھنے کے متمنی تھے۔ سامنے جہاز کھڑا تھا اور اس کے بلبلے جیسے کاک پٹ میں پائلٹ نیل اینڈرسن اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ جہاز کے اندر نہیں بلکہ اس کے اوپر بیٹھا ہوا ہو۔ اسفنجی ربڑ کے پیڈ پر اس کا دایاں بازو رکھا ہوا تھا اور ہاتھ میں کنٹرول سٹک تھی۔ ہاتھوں پر دستانے چڑھے ہوئے تھے۔ ایسے نظر آتا تھا جیسے وہ کوئی خلاباز ہے جو چاند کی طرف روانہ ہونے کے لئے تیار بیٹھا ہو۔

کنٹرول ٹاور سے یکایک اسے ٹیک آف کے لئے کلیئرنس کا سگنل ملا۔ اینڈرسن نے تھراٹل پورے کا پورا دبا دیا۔ جہاز کے اندر پریٹ اینڈ وھٹنی (PRATT and WHITNEY) ٹائپ کا نہایت ہی طاقتور انجن تھا جس کی ہوا کو دھکیلنے کی طاقت ۲۵۰۰۰ پاؤنڈ تھی۔ اتنے زور سے ہوا کو دھکیلنے کی طاقت والا انجن پہلی مرتبہ اتنے چھوٹے سے جہاز میں لگایا گیا تھا۔ جونہی اینڈرسن نے تھراٹل دبایا۔ انجن اتنے زوردار گھن گرج کے ساتھ سٹارٹ ہوا کہ ایک میل تک کے فاصلے کے اندر کھڑکیاں دروازے بجنے لگے۔ اور ساتھ ہی یہ ننھا جہاز اتنی تیزی سے رَن وے پر دوڑا جیسے پلک جھپکائی جاتی ہے اور یک دم فضاء میں اچھل گیا اور پھر یک دم سیدھا آسمان کی طرف اتنی تیزی سے چڑھنے لگا جیسے کوئی خلائی راکٹ ہو جس وقت دوبارہ وہ جنرل ڈائنامکس کی فیلڈ میں پہنچا تو اس نے سات جی (7-G) کی طاقت سے موڑ کاٹا۔ جتنا چھوٹا موڑ کاٹا جاتا ہے اتنا ہی اس کی کشش ثقل میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ موڑ اتنا چھوٹا اور اتنی تیزی اور طاقت سے کاٹا گیا کہ کششِ ثقل سات گنا بڑھ گئی۔ مثال کے طور پر اگر پائلٹ کا عام وزن ۱۰۰ پاؤنڈ ہے تو G-7 کا موڑ کاٹتے وقت اس کا وزن سات گنا زیادہ ہو جائے گا۔ یعنی ۷۰۰ پونڈ۔ ایسی صورت میں جسم میں دورانِ خون بہت مشکل ہو جاتا ہے اور سانس بھی لینا دشوار ہو جاتا ہے۔ شدید دباؤ کی وجہ سے اینڈرسن بھی بہت مشکل سے سانس لے رہا تھا۔ دباؤ کا یہ عالم تھا کہ اس کی پلکیں جہاں تھیں وہیں چپک گئی تھیں۔ اینڈرسن نے دباؤ سے محفوظ رکھنے والا جی سوٹ بھی پہنا ہوا تھا اور اس کی صحت بھی قابلِ رشک حد تک شاندار تھی پھر بھی اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے بازو اور اس کے پاؤں کنٹرول پوائنٹس کے ساتھ باندھ دیئے گئے ہیں اس کے بعد اینڈرسن نے جہاز کو انتہائی تیز رفتاری سے آسمان کی طرف سیدھا اٹھایا اور کچھ دیر کے بعد اتنے خطرناک زاویے سے اس نے زمین کی طرف نہایت تیز رفتاری سے غوطہ لگایا کہ محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اقدام خودکشی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ یکایک اس نے سنبھالا لیا اور زمین کے متوازی اڑنا شروع کیا اور سیدھی اڑان میں اپنے پہلو پر رول کرنا شروع کر دیا۔ ایف ۱۶ کی اس انتہائی شاندار اور کامیاب پہلی اڑان پر حاضرین نے دل کھول کر تالیاں بجائیں اور خوشی کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو مبارکباد دی

ایف ۱۶ کا قصہ ۱۹۶۴ء سے شروع ہوا تھا جب ویٹ نام کی جنگ میں امریکہ کے بھاری بھرکم ایف ۴ فینٹم طیارے روس کے مگ ۱۷۔ مگ ۱۹ اور مگ ۲۱ جیسے ہلکے پھلکے اور پھرتیلے جہازوں کا فضاء میں مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ ایف ۴ فینٹم طیارے سے داغا جانے والا میزائل بھی بیکار جاتا تھا کیونکہ روسی طیارے فوری طور پر مڑ کر رستہ بدل جاتے تھے۔ امریکی پائلٹ زبان حال سے تقاضا کر رہے تھے کہ انہیں ایسا جہاز دیا جائے جو آسمانوں پر دوسرے طیاروں کے ساتھ ریس لگا سکے۔ ایسا طیارہ جو یکایک مڑ سکے۔ ہاں ایسا طیارہ جو تیز رفتار گولی کی سپیڈ سے اڑ سکتا ہو۔ اسی اثناء میں ایک اور واقعہ ہو گیا۔ روس نے ماسکو کے فضائی مظاہرے کے موقعہ پر اپنے نئے جہاز فاکس بیٹ (FOX BAT) یعنی مگ ۲۵ کی نمائش کی یہ جہاز دو ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اسی ہزار فٹ کی بلندی تک اڑ سکتا تھا۔ امریکی فضائیہ نے اب ایسے جہاز کا مطالبہ کیا جو دس ہزار سے چالیس ہزار فٹ کی بلندی کے ایریا میں جہازی لڑائی لڑ سکے جسے (DOG FIGHT) ڈاگ فائٹنگ کہتے ہیں۔

امریکی فضائیہ کے کرنل جان بائڈ جو جہازوں کی ڈیزائننگ اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں پر بھی کام کرتا تھا، نے ایک ایسی سکیم تیار کی کہ جہاز کو انتہائی طاقتور انجن فراہم کیا جائے جس میں طاقت اس قدر زیادہ ہو جو ہر موجودہ جہاز سے تیز رفتار ہونے کے ساتھ ساتھ زیادہ تیزی سے مڑ سکے زیادہ تیزی سے دھوکا دے سکے۔ تیزی سے بلند ہو سکے اور زیادہ اچھے اور تیزی کے انداز میں غوطہ لگا سکے یعنی ڈائیو کر سکے۔ چنانچہ جان بائڈ جو خود ایک لڑاکا پائلٹ تھا، نے ان تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا اور جہاز کے انجن کی طاقت۔ ہوا میں بلند ہونے کی سپیڈ۔ پروں کی بناوٹ۔ جہاز کی مین (MAIN) باڈی کی بناوٹ۔ جہاز کے پروں کے ساتھ لگے ہوئے فلیپسوں کی بناوٹ۔ کنٹرول کے طریقے اور پائلٹ کی سیٹ کی بناوٹ اور اس سیٹ کے زاویے کے بارے میں اپنی مکمل اور مفصل رائے اور تجاویز دیں۔

اس کی ان تجاویز پر عمل کرتے ہوئے جنرل ڈائنامکس نے ۱۹۷۴ء میں چار سال کی مسلسل دن رات کی جدوجہد کے بعد ایف ۱۶ تیار کر لیا۔ جس کا تجربہ ۸ مئی ۱۹۷۵ء کو کیا گیا یہ جہاز کھڑے کھڑے ۴۰ سیکنڈ کے اندر اندر اس قدر طاقت پیدا کر لیتا ہے کہ فوراً ہوا میں بلند ہو سکتا ہے اور ۹۰ سیکنڈ کے اندر اندر ۴۰۰۰۰ فٹ کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔ اس جہاز کی توپ میں سے ۲۰ ملی میٹر کے ایک سو شیل (SHELL) ایک سیکنڈ میں فائر کئے جا سکتے ہیں۔ اور جس طرح ایک خوفزدہ خرگوش اچانک مڑ سکتا ہے۔ بھاگ سکتا ہے۔ غیر متوقع طور پر اچھل سکتا ہے بالکل اسی طرح انتہائی تیزی سے یہ جہاز نہایت غیر متوقع حرکات کر سکتا ہے۔ مسٹر ہیری ہلاکر۔ جو ان پراجیکٹ مینجروں میں سے ایک تھا جو شروع سے ہی ایف ۱۶ کے بنانے کا کام کر رہے تھے، نے کہا کہ ہم نے خلا والے پروگرام پر عمل کیا۔ ایف ۱۶ دراصل چھوٹے پیمانے پر پروں والا چاند راکٹ ہے۔ پائلٹ کی سیٹ خاص طور پر ان سیٹوں کی طرح کی بنائی گئی ہے جو خلابازوں کے لئے بنائی جاتی ہیں جن کو زمین سے اٹھتے وقت بے پناہ قوت کشش ثقل یعنی G (جی) فورس کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہی آلات اس میں لگائے گئے ہیں لیکن بہت چھوٹے سائز کے۔ پائلٹ جہاز کو کمپیوٹر اور الیکٹرانک کے حساس آلات سے کنٹرول کرتا ہے۔ سب سے حیرت انگیز بات ایف ۱۶ میں اس کی قیمت ہے۔ ایک ایف ۱۶ کی قیمت ۹ ملین ڈالر تھی۔ اس کے مقابلے میں F-۱۴ فائٹر جہاز کی قیمت ۲۰ ملین ڈالر اور ایف ۱۵ کی ۱۶ ملین ڈالر تھی۔

ہیری ہلاکر سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے چونکا دینے والے انکشافات کئے۔ کہنے لگا کہ پانچ کمپنیاں اس دوڑ میں شریک تھیں ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم اس کو بالکل جداگانہ طریقے پر بنائیں گے ہم نے قیمتی ٹیٹانیم کی بجائے ہلکے وزن کی ایلومینیم کی دھات استعمال کی۔ بجائے قیمتی ویلڈنگ کرنے کے پرانے ڈیزائن کے ووٹ استعمال کئے۔ پھر ہم ریاست آریزونا میں ڈیوس مونتھ ایئر بیس پر چلے گئے۔ وہاں پرانے ہزاروں جہازوں کی چیزیں موجود تھیں جو ہمارے کام آئیں۔ مثال کے طور پر B-۵۲ بمبار طیاروں کے پہیے (WHEELS) ہم نے استعمال کئے۔

ایف ۱۶ دوسرے مقابلہ کنندگان سے ہر لحاظ سے بازی لے گیا ایف سولہ بغیر دوبارہ پٹرول ڈلوانے کے ۵۰۰ میل دور جا کر ڈاگ فائٹ (جہازوں کی لڑائی) میں فل تھراٹل کی حالت میں حصہ لینے کے بعد پھر ۵۰۰ میل واپس آسکتا ہے۔ اور اس پر ۲۰۰۰۰ پاؤنڈ وزنی بم بھی لادے جاسکتے ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں ایف ۱۶ کی کامیابی کی وجہ سے امریکی ائیر فورس نے ۶۵۰ جہازوں کا آرڈر دیا۔ اس کے فوراً بعد نیٹو (NATO) نے اپنے پرانے ایف ۱۰۴ فائٹر جہازوں کو نئے جہازوں سے تبدیل کرنے کا پروگرام بنایا تو اس وقت مارکیٹ میں فرانس کے میراج اور سویڈن کے ڈِگن طیارے موجود تھے۔ امریکہ نے ٹیسٹ فلائٹ کے لئے ایف ۱۶ پیش کر دیا۔ ۱۹۷۵ء کے پیرس ائیر شو کے موقعہ پر نیل اینڈرسن نے اپنے جہاز کی اڑان کا مظاہرہ کرتے ہوئے جب G-7 کا نہایت تیکھا اور خطرناک ٹرن جہاز کو ایسی صورت میں دیا کہ جہاز فیلڈ کی حدود کے اندر ہی رہا اور پھر فوراً ہی اس کو اوپر اٹھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے بلندیوں پر غائب ہو گیا تو

باقی صـ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طبّ وصحت

ڈاکٹر محمد احمد اشرف

کیل مہاسے

جوانی کی عمر میں مردوں اور عورتوں کو پیش آنے والی ایک عام شکایت کیل مہاسے ہیں۔ مہاسے ان پھنسیوں، کالے اور سفید منہ والے دانوں کو کہتے ہیں جو چہرے اور گردن وغیرہ پر جوانی کی ابتداء میں نکلتے ہیں۔ یہ شکایت تیرہ سال کی عمر سے انیس سال کے دوران کسی نہ کسی درجے میں اکثر افراد کو پیش آتی ہے۔

اگرچہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے عمر کے اس دور میں جب آدمی اپنی ظاہری شکل وصورت کے بارے میں بہت زیادہ حساس ہوتا ہے سابقہ پڑتا ہے تاہم یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ کوئی سخت بیماری نہیں۔

مہاسے دراصل ہارمونوں کے عارضی طور پر زیادہ رساؤ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہارمون (HORMONES) جسم کے کیمیائی ہرکارے ہوتے ہیں جو جسم میں موجود مختلف غدود کے اپنے وقت پر پختہ یا بالغ ہو جانے کے بعد خارج ہونے لگتے ہیں اور ہماری جسمانی اور دماغی خصوصیات کو ظاہر کرنے اور جگانے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ عام طور پر متوازن ہوتے ہیں لیکن بلوغ کے دوران میں ان کی مقدار اور سرگرمی بڑھ جاتی ہے جس کی وجہ سے جلد میں موجود بعض دوسرے غدود ضرورت سے زیادہ چکنا مادّہ خارج کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان غدودوں کی نالیاں بند ہو جاتی ہیں۔ اور ایسی جگہوں پر دانے اور پھنسیاں نمودار ہو جاتی ہیں۔ ہارمونوں کے رساؤ میں زیادتی آگے چل کر اپنے وقت پر خود بخود درست ہو جاتی ہے لیکن اس کے اپنے وقت پر صحیح ہو جانے کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ کئی طریقے ہیں جن سے ان کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ بعض صورتوں میں علاج کافی لمبا بھی ہو سکتا ہے اس لئے مریض کو صبر اور مستقل مزاجی سے علاج کیطرف متوجہ رہنا چاہیئے۔

(۱) جلد کی صفائی مہاسوں کے علاج کے لئے نہایت ضروری ہے۔ چہرے کو دن میں کم از کم دو مرتبہ نیم گرم پانی اور منہ دھونے کے اچھے صابن سے دھونا چاہیئے۔ پھر صاف ستھرے تولیے سے چہرے کو خشک کریں۔ اور بعد میں آئینے میں دیکھیں کہ کوئی پھنسی یا دانہ نوچا تو نہیں گیا۔ اگر ایسا ہو تو اس پر چھوٹا سا ٹشو پیپر اس وقت تک رکھیں جب تک اس میں سے مواد نکلنا بند نہ ہو جائے۔

(۲) غذا میں چکنائی اور نشاستے کا استعمال کم کر دینا چاہیئے۔ یعنی مکھن، گھی، چاکلیٹ مغزیات، مٹھائی اور تلی ہوئی چیزیں بہت ہی کم استعمال کرنی چاہئیں حتیٰ کہ بعض لوگوں کے لئے دودھ کا زیادہ استعمال بھی مضر ہوتا ہے۔ اس لئے ان چیزوں اور ہر اس چیز سے جو مضر پڑتی ہو پرہیز کرنا چاہیئے۔ پھل، ہری ترکاریاں اور چربی کے بغیر گوشت مناسب غذائیں ہیں۔

(۳) کیل مہاسے ہونے کی صورت میں عورتوں کو چہرے پر پاؤڈر اور میک اپ وغیرہ کا استعمال کم سے کم کرنا چاہیئے۔ بہت ضروری ہو تو نہایت ہلکا میک اپ کریں۔ اور رات کو سوتے سے پہلے صابن اور پانی سے دھوکر اتار دیں۔

اگر ہر روز باقاعدہ جسمانی صفائی اور مناسب غذا سے مہاسے قابو میں نہ آئیں تو پھر ڈاکٹر سے مشورہ کر لینا چاہیئے۔ مناسب علاج کا فیصلہ ڈاکٹر پر چھوڑ دیجئے دو افراد کا علاج یکساں ہونا لازمی نہیں۔ جس تدبیر سے کسی ایک شخص کو فائدہ پہنچا ہے ضروری نہیں کہ دوسرے کے لئے بھی وہی تدبیر مفید ثابت ہو۔ ڈاکٹر صاحبان ایسی صورت میں چند اینٹی بایوٹکس، لوشن اور ماورا بنفشی شعاعوں وغیرہ سے علاج کرتے ہیں۔ بعض اوقات جلد کو چھیلنے کا علاج تجویز کیا جاتا ہے۔ حال ہی میں سویڈن میں کئے جانے والے تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ شہد کی مکھی کے چھتے سے تیار کی ہوئی مرہم جسے بی مرہم (BEE OINTMENT) کا نام دیا گیا ہے کیل مہاسوں کے علاج میں کافی مؤثر ہے۔

ایک بات ضرور یاد رکھنی چاہیئے کہ مہاسوں کو کسی صورت میں دبانا، کھرچنا یا نوچنا نہیں چاہیئے۔ جلد پر داغ پڑ جانے کا سب سے اہم سبب سرایت (چھوت) ہے۔ مہاسے کو سختی سے دبا کر کیل یا پیپ سے صاف کرنا یا کھرچنا یا نوچنا مہاسے کے گرد سرایت کے رقبے ہی کو نہیں بڑھاتا بلکہ ایسے رقبے تک پھیلا دیتا ہے جو ابھی تک سرایت سے محفوظ ہوتا ہے کیونکہ مہاسے کو دبانے کی صورت میں جراثیم انگلیوں اور ناخنوں میں لگے رہ جاتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی

(روزنامہ جنگ یکم مئی ۱۹۹۰)

تعلیم کی ڈوبتی کشتی

ایک بار ایک اندھے نے بے چین ہو کر کہا تھا "کبھی کبھی بڑا جی چاہتا ہے کہ دیکھنے لگوں"..... کبھی کبھی ہمارا بھی بڑا جی چاہتا ہے کہ ہر طرف امن وامان ہو، خوشحالی ہو، آسودگی ہو، محبت ہو، کوئی کسی کا محتاج نہ ہو اور ملک کی ہمہ جہت ترقی میں ایک ایک فرد پورے شوق اور شدت سے شریک ہو، جرائم کا نام نہ ہو، ڈاکے اور قتل کے الفاظ ہی ہماری فرہنگوں سے خارج ہو جائیں، سیاست گفت وشنید، افہام و تفہیم اور بھائی چارے کا دوسرا نام ہو..... بحالات موجودہ اس طرح کی آرزو کرنا اندھے کی اس حسرت کی مثال ہے کہ جی چاہتا ہے دیکھنے لگوں۔ مگر ایک آرزو ایسی بھی ہے جس کی کامیابی کے بغیر ملک کا مستقبل مخدوش نظر آنے لگتا ہے۔ وہ آرزو یہ ہے کہ تعلیم کا عمل پاکیزہ اور پرامن ماحول میں جاری رہے۔ تعلیم کی دنیا میں سے بددیانتی اور کرپشن ختم کر دی جائے۔ تعلیمی اداروں میں سیاسی جماعتوں کا داخلہ بند کر دیا جائے، سٹوڈنٹس یونینوں کا کام سوائے طلبہ کی مشکلات حل کرنے اور انہیں جائز سہولتیں فراہم کرنے کے اور کچھ نہ ہو اور کسی کالج یونیورسٹی کی حدود میں گزرتے ہوئے کسی کو اس طرح کا احساس نہ ہو کہ وہ جنگل میں سے گزر رہا ہے اور اس پر کسی بھی وقت کوئی نہ کوئی چیز حملہ آور ہو سکتی ہے۔ اگر خدانخواستہ ہماری یہ آرزو پوری نہیں ہوتی تو یاد رکھئے کہ پھر ہمارا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ آخر اس مستقبل کا بوجھ انہی عناصر کو تو اٹھانا ہے جو آج زیر تعلیم ہیں۔ اور اگر یہ عناصر قلم کے بجائے کلاشن کوفوں کے استعمال کی مشق کرتے رہے تو کیا ہماری تہذیب و تمدن کے پرخچے نہیں اڑ جائیں گے؟

○

کچھ کہو دانش وحکمت والو
آبرو میری گنوا دی کس نے؟

گھر سے نکلا تھا کتابیں لے کر
مجھ کو بندوق تھما دی کس نے؟

میرے ماحول میں بارود کی بُو
پوچھتا ہوں کہ رچا دی کس نے؟

کس نے نفرت کے جلائے ہیں چراغ
پیار کی شمع بجھا دی کس نے؟

اختلافات تو ہو جاتے ہیں
اسقدر بات بڑھا دی کس نے؟

میں محبّت کا مغنی ہوں مگر
میری آواز دبا دی کس نے؟

کون ظالم ہے شجاعت ایسا
پھول کو آگ لگا دی کس نے؟

شجاعت رضوی

ناظمین اطفال کی توجہ کیلئے

جملہ مجالس سے گزارش ہے کہ وہ اطفال کے مرکزی امتحانات کے لئے پرچوں کی مطلوبہ تعداد سے آگاہ کریں تاکہ اس کے مطابق امتحانی پرچے انہیں ارسال کئے جا سکیں۔

سیکرٹری تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل نمبر ۲۷۴۸۰:- میں محمد منیر ولد چوہدری احمد علی قوم چیمہ پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوپن ہیگن ڈنمارک بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۱/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۴۴۰۰/- ڈینش کراؤن ماہوار بصورت گذارہ الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے۔
العبد۔ محمد منیر ولد چوہدری احمد علی کوپن ہیگن ڈنمارک۔ گواہ شد نمبر ۱ عبداللطیف ناصر ڈنمارک۔ گواہ شد نمبر ۲ ملک نصیر الدین ڈنمارک۔

مسل نمبر ۲۷۴۸۴:- MRS SITI MAEMUNAH W/O DEDI. S. NASHRULL AH. پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال بیعت ۱۹۸۲ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) ۱/۲ حصہ سلائی مشین مالیتی ۳۵،۰۰۰/- روپے (۲) ۱/۲ حصہ ٹیپ ریکارڈ مالیتی ۲۳۰۰/- روپے (۳) ۱/۲ حصہ ٹی وی بلیک اینڈ وائٹ مالیتی ۶۲،۵۰۰/- روپے (۴) ۱/۲ حصہ فرنیچر مالیتی ۲۷،۰۰۰/- روپے (۵) حق مہر ایک لاکھ روپے کل جائیداد ۲۴۷،۵۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰،۰۰۰/- روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ SITI MAEMUNAH W/O DEDI. S. NASHRULLA انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد USMA'ALA انڈونیشیا گواہ شد نمبر ۲ ENTJU KI DARSULI HADIKARSITO انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۴۸۵:- MRS POPONG SRIMULYATI W/O YAHYA SUMANTRI پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال بیعت ۱۹۸۱ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (۱) سلائی مشین ۵۰،۰۰۰/- روپے (۲) گھڑی ۲۵،۰۰۰/- روپے (۳) حق مہر ۴۰،۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۲،۵۰۰/- روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔
الامتہ۔ MRS POPONG SRIMULYATI انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱ MA'SUM AHMAD SY وصیت نمبر ۲۵۶۴۲۔ گواہ شد نمبر ۲ YAHYA SUMANTRI انڈونیشیا۔

اطفال بھائیو!

کیا آپ اپنا چندہ اپنے ہاتھ سے ادا کرتے ہیں تمام اطفال یہ کوشش کریں کہ اپنا ماہانہ چندہ اپنے ہاتھ سے ادا کریں۔

شعبہ امدادِ طلباء

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ امداد طلبہ سے مستحق۔ نادار اور یتیم طلبہ وطالبات کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ مشروط بآمد کے طور پر ہے۔ اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں۔ جماعت کے صاحب حیثیت اور مخیر احباب سے گزارش ہے کہ وہ عطیات اور صدقات کی رقوم براہِ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوائیں۔

(ناظر تعلیم)

بقیہ از صفحہ ۳ سے آگے

پہلے تو ایک بچہ ملا تھا اور وہ خوبصورت لگا۔ جب حضرت نظام الدینؒ نے اسے بوسہ دیا تو آپ کی اتباع میں انہوں نے بھی اسے چوم لیا۔ مگر یہاں تو داڑھی اور بالوں کے جل جانے کا خطرہ تھا اس لئے وہ یہاں آپ کی نقل کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے حالانکہ اگر سچا عشق ہو تو انسان ہر قسم کے خطرات میں اپنے آپ کو جھونک دیتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ اگر خدا تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہو تو مجھے کیا انکار ہو سکتا ہے۔ میں اس پر ایمان لے آتا۔ میں تو خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونے کا اس لئے انکار کرتا ہوں کہ اس کا کوئی بیٹا ہو ہی نہیں سکتا۔

بقیہ از صفحہ ۴ سے آگے

ویسے بھی اپنے ملک کی محبت اور اپنے ملک کے لوگوں کی خدمت کا جذبہ انسان کو واپس آنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہاں پر بہت سے مسائل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود میں سمجھتی ہوں کہ مجھے یہیں واپس آجانا چاہیئے تھا۔

اس موقع پر ڈاکٹر وقار نے کہا کہ یہ ایک فطری بات ہے کہ انسان واپس اپنے ملک میں آجائے۔ اگرچہ انگلستان میں ہم بہت اچھی زندگی گذار رہے تھے۔ میرے پاس ایک بہت اچھی نوکری تھی اور میری بیوی کو بھی بہت اچھی نوکری مل سکتی تھی۔ لیکن چونکہ ہمارے والدین یہاں تھے۔ اس لئے بہر حال ہمیں یہیں آنا تھا۔ ان سے یہ بھی پوچھا گیا کہ آخر ہمارے ڈاکٹر دیہات میں جانا کیوں نہیں پسند کرتے۔ انہوں نے کہا کہ وہاں پر دوائیں موجود ہونی چاہئیں اور دوسری تمام اشیاء جن کی ڈاکٹروں کو ضرورت پڑتی ہے۔ رہائش کے لئے بہتر انتظام ہونا چاہیئے۔ بے شک پاکستان میں ڈاکٹر خاصی تعداد میں موجود ہیں لیکن جب تک دیہات میں ان کے لئے آسانیاں نہ پیدا کی جائیں۔ وہ شہروں کو چھوڑ کر دیہات میں کیوں جائیں۔

یہ باتیں ڈاکٹر غزالہ جعفری اور ڈاکٹر وقار نے اخبار فرنٹیئر پوسٹ لاہور کو بتائیں۔
ہم نے ان کا خلاصہ یہاں درج کر دیا ہے۔

بقیہ از صفحہ ۵ سے آگے

دوسرے جہازوں کے پائلٹوں نے مقابلے سے دستبرداری اختیار کر لی۔ اس کے فوراً بعد بیلجیم نے میراج طیاروں کا خیال ترک کر کے ایف ۱۶ کے آرڈر دے دیئے۔ پھر ڈنمارک۔ ہالینڈ اور ناروے نے آرڈر دیئے۔ ناٹو نے آخر کار ۹۹۸ جہازوں کا آرڈر دیا۔ اور اب ایران۔ جاپان۔ سپین۔ یونان۔ ترکی۔ کوریا۔ کینیڈا۔ اسرائیل آسٹریلیا اور عرب ممالک اور دوسرے بہت سے ممالک کی ان جہازوں کی خریداری کے لئے لائن لگی ہوئی ہے۔

تھوڑی سی بات روس کے متعلق بھی کر لیں۔ تقریباً دس سال قبل کے اندازے کے مطابق اس وقت روس کے پاس علاوہ بین البراعظمی لمبار طیاروں کے جن کی رفتار آواز کی رفتار سے دوگنا ہے۔ اور بین البراعظمی بلاسٹک میزائل کے اور زبردست ترقی یافتہ ایٹمی ہتھیاروں سے لیس آب دوزوں کے بیڑے کے صرف نہایت تیز رفتار۔ پھرتیلے۔ ہلکے پھلکے اور زبردست رینج اور فائر پاور والے انتہائی ماڈرن دس ہزار جنگی لڑاکا طیارے موجود تھے۔ ایسے جہازوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اور خاص طور پر ڈاگ فائیٹ کے لئے ایک ایسے جہاز کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس میں وہ تمام خوبیاں ہوں جو ایف ۱۶ میں ہیں اور آخر کار ۱۹۷۵ء میں اسے تیار کر لیا گیا۔ یعنی چھوٹے پیمانے پر چاند راکٹ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شریعت بل ◁ سینٹ کا پاس کردہ

پنجاب ویمن لائرز ایسوسی ایشن (خواتین وکلاء کی ایسوسی ایشن) نے سینٹ پر شریعت بل منظور کر لینے کی وجہ سے تنقید کی ہے۔ گزشتہ روز ایک بیان جو اس ایسوسی ایشن نے جاری کیا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اس کے دوررس نتائج کی وجہ سے جنرل ضیاء نے اس بل کو لاگو نہیں کیا تھا۔ اسی طرح وزیرِ اعظم جونیجو نے بھی اس ڈرافٹ کو روکے رکھا اور یہ سب کچھ ملک کے مفاد میں تھا۔ شریعت بل عدلیہ اور قانون کے طریقِ کار کو پاکستان میں ختم کر کے رکھ دے گا۔ اقلیتوں کے تمام حقوق ختم ہو جائیں گے اور عورتوں کی تقدیر بنیاد پرست لوگوں کے ہاتھ میں چلی جائے گی جو سالہا سال سے اس کوشش میں ہیں کہ عورتوں کو چار دیواری کے اندر بند کر دیا جائے تمام جمہوریت پسند ادارے اور پالیسی بنانے والے شعبے اور اسی طرح تعلیمی ادارے اور ابلاغِ عامہ پر بنیاد پرستوں کو برتری حاصل ہو جائے گی اور یہی ان کی کارکردگی کو اپنے مزاج کے مطابق چلائیں گے۔ یہ شریعت بل پاکستان کو مکمل طور پر ایک مذہبی ریاست بنا دے گا اور زندگی کے تمام شعبے ان لوگوں کے ہاتھ میں چلے جائیں گے جو وسعتِ قلبی سے محروم ہیں اور جو متعصب ملاں کہے جا سکتے ہیں۔ شریعت بل کا پاس کرنا اس بات کی دلیل ہے پاکستان پیپلز پارٹی کی انتظامی کارکردگی زیرو ہے۔ یہ بل پارٹی کو بھی تباہ کر دے گا۔ جمہوری نظام کو قائم کرنے کی تمام امیدیں ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں۔ اور اس لئے تمام جمہوری طاقتوں سے ہماری اپیل ہے کہ اس بل کی مخالفت کریں۔ (اس خبر کا متن اخبار ڈان کے شکریے کے ساتھ انگریزی زبان میں بھی پیش کیا جا رہا ہے۔)

Shariah bill: Senate criticised

Dawn Lahore Bureau

LAHORE, May 14: The Punjab Women Lawyers' Association has criticised the Senate for passing the Shariah Bill. In a statement issued here on Monday, the Association said, realising its far reaching consequences Gen. Zia did not enforce such a law. The Prime Minister Junejo kept the draft legislation stalled in the interest of the country. The Association said the Shariat Bill would destroy the judicial and legal system of Pakistan. The rights of the minorities would be totally usurped, the destiny of women would fall into the hands of fundamentalists, who had, for many years been trying to lock women within four walls.

"All democratic institutions, policy making departments, educational institutions and the media would be monitored and run by the fundamentalists. The Shariah Bill would covert Pakistan into a total theocratic state and all spheres of life would be run by narrow-minded and bigoted mullahs," the statement said.

"The passage of the Shariah Bill represents a total lack of management in the Pakistan People's Party. The bill would destroy the People's Party itself. All hopes of building up a democratic system have been shattered by the passage of this bill," statement added and urged the democratic forces to oppose this bill.

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالثؒ) نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ بچے وقفِ جدید کا سارا بوجھ اٹھالیں۔

اطفال بھائیو! آپ کو چاہیے کہ حضور کی اس خواہش کو پورا کرتے ہوئے بچپن سے اپنے لئے برکات کے حصول کے سامان پیدا کریں۔

سیکرٹری وقفِ جدید

(اطفال الاحمدیہ پاکستان)

انگریزی ادویات اور ٹیکہ جات کا مرکز

کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت

بہتر تشخیص : مناسب علاج

کریم میڈیکل ہال

فون ۳۲۱۳۲

گول امین پور بازار۔ فیصل آباد

○ پانی ابال کر استعمال کریں۔

○ بیماریوں کی بڑی وجہ ناقص خوراک اور گندہ پانی ہے۔

○ گلے سڑے پھل اور باسی کھانوں سے پرہیز ضروری ہے۔

○ لیموں، نمک اور پانی زیادہ استعمال کیجئے۔

خبریں

ملکی خبریں

○ حیدر آباد کے مختلف علاقوں میں فائرنگ کا جو سلسلہ جاری ہے اس میں مزید دو افراد ہلاک اور دس زخمی ہو گئے۔ رینجرز کا گشت بڑھا دیا گیا ہے اور ساتھ فرنٹیئر کانسٹیبلری بھی تعینات کر دی گئی ہے

○ سکھر کی ایک مسجد کے پیش امام اسکی بیوی اور بھتیجے کو مسجد سے ملحقہ مکان میں بے دردی سے ہلاک کر دیا گیا ہے۔

○ وزیرِ داخلہ سندھ مخدوم شفیق الزمان کے خسر گل حسین طاہرانی کو اغوا ہونے کے قریباً ایک ہفتے کے بعد برآمد کر لیا گیا۔

○ جھنگ میں صورتِ حال پر قابو پانے کیلئے مزید کمانڈوز طلب کر لئے گئے ہیں۔

○ اتفاق گروپ آف انڈسٹریز کیخلاف مختلف بنکوں میں اکاؤنٹ منجمد کرنے کے احکامات ایک ہی دن کے بعد محکمہ انکم ٹیکس نے واپس لے لئے ہیں۔

○ وزیرِ اعلیٰ پنجاب نے وفاقی حکومت سے مصالحتی بات چیت کرنے کیلئے سہ رکنی کمیٹی قائم کر دی ہے اس کمیٹی میں سپیکر پنجاب اسمبلی میاں منظور وٹو غلام حیدر وائیں اور نعیم ملک شامل ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکی کانگریس میں بھارت کی ترقیاتی امداد بند کرنے کیلئے بل پیش کر دیا گیا ہے بل میں کہا گیا ہے کہ جب تک بھارت انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل کو انسانی حقوق کے بارے میں آزادانہ تحقیقات کی اجازت نہیں دیتا اس وقت تک بھارت کی امداد بند رکھی جائے۔ اس بل کی تائید ۲۵ ارکان نے کی ہے۔ امریکی صدر اب ساٹھ دن کے اندر اندر اس بل کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔

○ وائٹ ہاؤس کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ کشمیر کے بارے میں تنازعہ بڑھتا جا رہا ہے۔ اس وقت کشمیر میں عملاً کھلی جنگ جاری ہے۔ صدر امریکہ اس تنازعے کو حل کرانے میں مدد دینے کیلئے امریکہ کے قومی سلامتی کے مشیر اور جنوبی ایشیا کے امور کے بارے میں نائب وزیرِ خارجہ کو بھارت اور پاکستان کے دورے پر بھیج رہے ہیں۔

○ بھارت نے پنجاب راجستھان اور گجرات کی سرحدوں پر مزید فوج تعینات کر دی ہے۔ بھارتی فوج مقبوضہ کشمیر میں وسیع پیمانے پر سرنگیں بچھا رہی ہے۔

○ بے نظیر بھٹو کے سفارتی دورے کے جواب میں بھارت نے اپنی مہم شروع کر دی ہے۔

پتہ

قدیمی، اوّلین، شہرۂ آفاق

۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

فون ۳۹۹۷

چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

برانچیں
- کراچی: فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
- لاہور: 3-D-1 گلشن راوی
- ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
- منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
- رحیم یار خان: فون نمبر ۴۷۹۹
- ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸